© rasailojaraid.com

اور مصحفی کے بیان سے یہ بات ثابت ہے کہ انھوں نے محمد یار خاں کی مدح میں قصیدہ لکھا تھا[۵۱] ایسا معلوم ہوتا ہے اس زمانے کا بیشتر کلام ضائع ہو گیا۔ اُن کا جو دیوان دہلی میں چوری ہو گیا تھا ممکن ہے اس میں ابتدائی دور کے یہ قصائد بھی شامل رہے ہوں۔

دورۂ انقلاب و آشفتگی

آرام اور فارغ البالی کا زمانہ ہمیشہ مختصر ہی ہوتا ہے۔ لیکن یہ مدت تو "چشم زدن" سے زیادہ نہیں تھی۔ دنیا کی اور محفلوں کی طرح یہ چھوٹا سا "مجمع یاراں" بھی پریشاں ہو کر رہا۔ بقول میر:

کوئی ہو محرمِ شوخی ترا تو میں پوچھوں   کہ بزمِ عیشِ جہاں کیا سمجھ کے برہم کی

مصحفی نے اس انقلاب کا حال کیسے پُر اثر الفاظ میں لکھا ہے:۔

"ازاں جا کہ فلک حقہ باز از قدیم الایام بازی ہائے تازہ بروئے کار آرد بیک ناگاہ شیشۂ انعقاد ایں مجلس بہشت آئیں، سنگِ تفرقہ انداختہ شرابِ عیش یاراں را بہ ذائقۂ ہلاہلِ ہجراں مبدّل ساخت....." [۵۲]

اب اس "سنگِ تفرقہ" کی تفصیل سنیئے:۔

مغلیہ سلطنت کے آخری دور میں نجیب الدولہ (متوفی ۱۱۸۴ھ) بڑا ذی ہوش صاحب فراست اور شجاع امیر ہوا ہے وہ ایسی عجیب و غریب شخصیت کا مالک تھا کہ اگر اس کے خواب پورے ہو جاتے تو آج ہندوستان کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہوتا۔ لیکن اس کے سامنے کئی قسم کی مشکلیں تھیں۔ ایک تو شیعہ سنّی فرقوں کی کشمکش سیاست میں بھی دخیل ہو چکی تھی اور امرا میں دو گروپ رسّا کشی کر رہے تھے جنھیں اصطلاحاً "ایرانی" اور "تورانی" کہا جاتا ہے۔ اس کا فائدہ اٹھا کر چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی مستحکم ہوتی جا رہی تھیں۔ جاٹ، سکھ، مرہٹے سب اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کی فکر میں تھے۔ اتنی سازشوں سے عہدہ برآ ہونا اور اتنی کمزوریوں کا تدارک یا تلافی کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔

نجیب الدولہ کی سیاسی سوجھ بوجھ کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں مرہٹوں

---

[۵۱] ہندی / ۱۶۹ [۵۲] ہندی / ۱۴۲

© rasailojaraid.com

بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنا اور ان کے اقتدار کو ناقابل تلافی شکست دینا صرف نجیب الدولہ[1] کا کام تھا۔

اس دور کے ایک وسیع النظر مورخ نے نجیب الدولہ کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وہ اعلیٰ درجہ کی فوجی صلاحیت، انتظامی لیاقت، سیاسی تدبر اور دوسروں کو برتنے کی ذہانت رکھتا تھا، خصوصاً اپنے زمانے کے حالات کو سمجھنے اور سیاسی معاملات کا درک و شعور رکھنے کے معاملہ میں وہ احمد شاہ ابدالی کے سوا اپنی کوئی نظیر نہیں رکھتا تھا۔۔۔"[2]

پانی پت کی تیسری جنگ عظیم کا نقشہ اسی کے ذہن نے بنایا تھا اور احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی تھی کہ وہ مغلوں کو مرہٹوں کے پنجے سے نجات دلادے۔ چونکہ مغل خاندان میں تدبر، ذہانت، حمیت اور شجاعت برائے نام بھی نہیں رہ گئی تھی اس لئے وہ کسی طرح سنبھالا نہ لے سکے اور نجیب الدولہ بھی قلعے کے امراء کی سازش کا جال توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔[3]

اسی نجیب الدولہ کا فرزند ضابطہ خاں تھا جس کی شادی نواب علی محمد خاں روہیلہ کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ اس طرح وہ نواب فیض اللہ خاں (رامپور) کا بہنوئی تھا۔ احمد شاہ ابدالی نے دہلی سے رخصت ہوتے ہوئے نجیب الدولہ کو وکیل مطلق بنادیا تھا۔ اب وہ امیر الامرائی کے منصب پر فائز تھا۔

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی مرتب: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات (علی گڑھ: ۱۹۵۰ء)

[2] جادوناتھ سرکار: فال آف دی مغل ایمپائر جلد ۲/۱۵۱ (طبع کلکتہ ۱۹۳۴ء)

[3] نجیب الدولہ کا نام نجیب خاں اور قبیلہ عمر خیل یوسف زئی ہے۔ یہ بشارت خاں کا بھتیجا اور داماد تھا۔ ۱۷۰۸ء میں پیدا ہوا، ۱۷۴۳ء میں آوارہ آکر علی محمد خاں روہیلہ کی فوج میں بھرتی ہوا رفتہ رفتہ ترقی کرکے اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر اٹھارھویں صدی کے ہندوستان کی اہم ترین شخصیت بن گیا۔ ۱۷۶۱ء سے ۱۷۷۰ء تک دہلی میں اسی کا طوطی بولتا تھا۔ پہلی بیوی کے انتقال پر دوسری شادی نواب دوندے خاں کی بیٹی سے ہوئی۔ بجنور، چاندپور، شیرکوٹ، وغیرہ کا علاقہ ملا۔ ۱۱۷۰ھ (۱۷۵۷ء) میں ابدالی ہندوستان آیا تو عمادالملک کی جگہ اسے امیر الامراء مقرر کیا گیا۔ ۱۱۸۴ھ (۱۷۷۰ء) میں مرہٹوں کا ایک لشکر جرار رام چند گنیش کی سرکردگی میں جنگ پانی پت کا انتقام لینے کی نیت سے دہلی کی طرف بڑھا۔ یہ نجیب الدولہ کی ذہانت تھی کہ اس نے ان کا رُخ اودھ کی طرف موڑ دیا اور خود بھی ان کے ساتھ شامل ہو کر دہلی سے نکلا۔ ابھی   تک پہنچا تھا کہ ۱۱ رجب ۱۱۸۴ھ (۳۱ اکتوبر ۱۷۷۰ء) کو انتقال کیا۔ لاش نجیب آباد لاکر دفن کی گئی جو اسی کا بسایا ہوا شہر ہے۔" (دیکھو امتیاز علی عرشی) مرتب وقائع عالم شاہی: ذکر نجیب الدولہ (رامپور، ۱۹۴۷ء) نیز خلیق احمد نظامی: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، جادوناتھ سرکار: زوال سلطنت مغلیہ جلد ۲ (طبع کلکتہ ۱۹۳۴ء)

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

ضابطہ خاں

۱۱۸۴ھ میں جب اُس کا انتقال ہوا تو ضابطہ خاں جانشین ہوا۔ یہی ضابطہ خاں شاہ عالم کی طرف سے مرہٹوں کے کیمپ میں شاہی وکیل مقرر کیا گیا تھا جب اُسے باپ کے انتقال کی خبر ملی تو مُلک و املاک پر قبضہ کرنے کے لئے فوراً سہارن پور جانا چاہا مگر مرہٹوں نے اجازت نہیں دی، آخر وہ چپکے سے نکل کر نجیب آباد کی طرف چلا گیا اور نجیب الدولہ کی جاگیر پر قبضہ کر لیا۔

شاہ عالم ان دنوں الٰہ آباد میں پڑے ہوئے تھے اور دہلی جا کر شہنشاہ ہند بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ مرہٹے ان کا جلوس نکالتے ہوئے بڑے کر و فر سے دہلی لائے اور ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء کو انھیں تخت نشین کر دیا۔[۱] مرہٹوں کو اس کا بہت غصہ تھا کہ ضابطہ خاں اُن کے قبضہ سے نکل بھاگا۔ شاہ عالم کی تخت نشینی کے بعد وہ فوج جمع کر کے دہلی پر حملہ کرنے کے منصوبے بنا رہا تھا۔ بادشاہ بالکل کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔ مرہٹے ہی سب کچھ کرتے دھرتے تھے۔ مرہٹوں نے بادشاہ کو اس پر آمادہ کر لیا کہ ضابطہ خاں پر لشکر کشی کی جائے اور یہ لالچ دیا کہ مال غنیمت جو کچھ ہاتھ آئے گا وہ آدھا آدھا تقسیم کر لیں گے۔ بقول میر "بادشاہ نے ہر چند بیماری کا بہانہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا" [۲]

سُکّر تال

چنانچہ تکوجی ہلکر، مادھوجی سیندھیا اور نجف خاں نے مل کر ضابطہ خاں کے ملک پر چڑھائی کر دی۔ اس جنگ کے حال میں جنگ نامہ ضابطہ خاں کے نام سے ایک مثنوی مولوی محمد اکرم ولد مولوی نور محمد شیخ صدیقی نے لکھی ہے جس کے دو شعر یہ ہیں :-

نہ جانو اسے تم کہ وہ فوج ہے ۔۔۔ وہ دریائے عمّاں کی اک موج ہے
حواس اس کے ایسے ہوئے باختہ ۔۔۔ کہ شاہیں سے جیسے چھپے فاختہ[۳]

دسویں شوال ۱۱۸۶ھ (۱۶ جنوری ۱۷۷۲ء) کو بادشاہ دہلی سے فوج لے کر نکلے۔ ضابطہ خاں سکّر[۴] کے مقام پر مع فوج کے مقیم تھا۔ مرہٹوں کی فوج نے سکّر تال کا محاصرہ کر لیا۔ ۱۹ ذی قعدہ ۱۱۸

---

[۱] کین : مادھوجی سیندھیا/۷۷ اردو ترجمہ (طبع حیدرآباد ۱۹۲۳ء) [۲] میر : ذکر میر (اُردو ترجمہ "میر کی آپ بیتی" از نثار احمد فاروقی) / ۱۶۱ (۱۹۵۷ء) [۳] اخبار الصنادید/ ۱/ ۳۹۹ نیز ملاحظہ ہو قدرت اللہ شوق : طبقات الشعراء
[۴] سکّر تال لفظ ہندی ہے۔ سین مہملہ اور کاف تازی مشدد اور رائے مہملہ ساکن اور تائے قرشت اور الف اور لام۔ یہ مقام میرٹھ سے مشرقی و شمالی جانب ۴ کوس کے فاصلہ پر ہے (حاشیہ اخبار ۱/ ۴۰۸ بحوالہ اعانت السعادت و مساکن بلد)

© rasailojaraid.com

رہٹہ افواج نے دریائے گنگا کو پار کیا اور روہیلوں سے پہلی جھڑپ ہوئی جس میں ضابطہ خاں کے کئی نامی سردار کام آگئے، فوج میں بدحواسی پھیل گئی۔ خود ضابطہ خاں سراسیمہ ہو کر بھاگ گیا۔ اب سکرتال مرہٹوں کے قبضہ میں آچکا تھا انھوں نے اسے جی کھول کر لوٹا" نجیب الدولہ کے تئیس برس کے جمع کئے ہوئے خزائن و اسباب اور کارخانوں کی ضبطی کے علاوہ مرہٹوں نے دو تین کروڑ روپیہ جبراً رعایا سے وصول کئے اور نجیب الدولہ کی قبر کو غصے کے باعث اکھیڑ ڈالا"۔ ؎[1]

اس حملے میں میر تقی میر بھی شاہ عالم کے لشکر میں شامل ہو کر سکرتال گئے تھے۔ اس کا حال انھوں نے اپنی خودنوشت "ذکر میر" میں لکھا ہے۔ مرہٹوں نے مالِ غنیمت کی بالمناصفہ تقسیم کا جو وعدہ کیا تھا ضابطہ خاں کی شکست کے بعد جب مال و متاع بے اندازہ ہاتھ آیا تو اپنے قول سے منحرف ہو گئے۔ میر نے لکھا ہے :-

> "میں بھی شاہی لشکر کے ہمراہ رائے بہادر سنگھ کی معیت میں اس طرف روانہ ہوا ان لوگوں نے جا کر ضابطہ خاں کو بغیر جنگ کے ہی بھگا دیا اور اس کے اموال و اسباب اور جائداد پر قبضہ کر لیا۔ بادشاہ کو سوائے دو سو مریل گھوڑوں اور چند پھٹے پرانے خیموں کے کچھ نہ دیا۔ بادشاہ مرہٹوں کی اس حرکت سے بہت بددل ہوا۔ لیکن کیا کرتا؟ دکھنیوں کے پاس طاقت تھی اور یہاں نہ زور تھا نہ زر۔ جب مرہٹوں پر زور نہ چلا تو کارپردازوں نے یہاں (اس کے) لوگوں کی جاگیریں دھڑا دھڑ ضبط کرنا شروع کر دیں اور بہت سے انسانوں کو ذلیل و خوار کیا"۔ ؎[2]

(باقی)

---

[1] اخبار ۱/۵-۴۰۴

[2] نثار احمد فاروقی: میر کی آپ بیتی (ترجمہ ذکر میر)/۱۶۱

© rasailojaraid.com

ردِّ بیّات

فی اصحاب الصحاح الستۃ رحمہم اللہ تعالٰی

حدیث شریف کی چھ مشہور و معروف کتابوں کے مؤلفوں کے متعلق

(از مولوی عبد الرشید صاحب ارشد بستوی)

عِمُوا اغرَّ ایّامٍ تولّین وانعموا ۔۔۔ لکم شکرُ من قلبٌ لہٗ ولہٗ فمٌ

اے گزرے ہوئے دنوں کے امامو! خوش و خرم رہو ہر صاحب قلب و دہن تمہارا شکر گزار ہے

بکم تُعرفُ الانوارُ من ظلماتھا ۔۔۔ بایدیکم اضواءُ حقٍ تُقَسَّمُ

امتیاز حق و باطل کے تم ہی (معیار) ہو ۔۔۔ تمہارے ہی ہاتھوں حق کی روشنیاں تقسیم ہوتی ہیں

یُقرُّ لکم بالفضل والمجد والعُلٰی ۔۔۔ مَنِ اشْتاقَ حقا واسمہ کان یکلم

ہر طالب حق آپ کی فضیلت و عظمت کا قائل ہے۔

کانّکمُ الانوارُ فی الدھر کالصُّوٰی ۔۔۔ لِتَھْدِی صراطا مستقیما لِمَنْ عَمُوا

گویا آپ لوگ زمانہ میں اندھوں کے لئے ہدایت کا سنگ میل ہیں۔

لدیکم من آثار النبیؐ مَنَاھِلٌ ۔۔۔ کما سَلْسَبِیْلٌ عندہٗ یتبسَّمُ

نہر سلسبیل کی طرح آپ لوگوں کے پاس احادیث نبوی کے چشمے ہیں۔

احادیثہٗ حدّثتم عن محدّثٍ ۔۔۔ معالیہ عن حُسّادہ لا تُکتَمُ

آپ نے ایسے محدثوں سے حدیثیں لی ہیں جن کی عزیمت میں کسی دشمن کو بھی کلام نہیں

عقیبَ ۲ صلواتین استسرّ روایۃً ۔۔۔ کما تستسرّ ان الذی ھو یکم

دو رکعتوں کے بعد ایک روایت لکھنے کی سعادت حاصل کی (ایسی دو رکعتیں) جو اپنے رب سے خوش ہوتی ہیں۔

تلقّیتُم عن من لقیتم روایۃً ۔۔۔ والّا فعاصرتم کما قال مسلمٌ

بشرط ملاقات تم نے روایت قبول کی ورنہ امام مسلم کی طرح 'معاصرت' کو شرط قرار د

سَعَیتم و فتّشتم وھذّبتم کما ۔۔۔ قد استصفتِ الصلحاء ماتوہ

سلف صالحین کی طرح روایات کی تحقیق و تدقیق میں آپ حضرات نے انتہائی کد و کاوش

© rasailojaraid.com

تلقّیتموھا عن کرام ذوی التقی ۔ یُبَاھیھم اللوحُ المعلی المقوم

آپ نے ایسے متقیوں سے روایتیں لی ہیں جن پر لوح محفوظ کو فخر ہوتا ہے۔

احادیثہ اکرمتموھا حیا تھا ۔ کاملالھا یسقیھم الماءُ والدمُ

آپ نے ان حدیثوں کی زندگی بڑھا دی جس طرح وہ حدیثیں پانی اور خون بن کر ان کو سیراب کرتی ہیں

فوجبتموا الجنات لکم وللذی ۔ رَوَیٰ عنکم ما عینَ ما قد رَوَیتمُ

آپ نے اپنے لئے اور اُس شخص کے لئے جنت واجب کرلی جس نے من وعن روایت کیا

اَدَابتمزا یاکم غوادِ حرائرُ ۔ الیٰ ان یواخذ نا عقوقُ وماثمُ

آزاد بدلیاں آپ کی روحوں کو خوش کریں یہاں تک کہ نافرمانی کا مواخذہ ہو

وللرحمۃ القدسی ظلّت درّیۃً ۔ کما للریاح الطیباتِ ظللتمُ

اور تم سب کی روحیں رحمتِ الٰہی کا نشانہ بنیں جس طرح کہ تم پاک ہواؤں کا نشانہ ہو۔

آہ از غمِ مولانا احمد سعیدؒ

۱۳۷۹ھ

فَاِنَّ اَحْمَدَ السَّعِیْدَ عَاشَ حَمِیْدًا مَاتَ سَعِیْدًا

۱۳۷۹ھ

از

(مولوی محمد عبد الباری صاحب حاوی مدراس)

وہی اچھا ہے جو مخلوق کی خاطر بھی اچھا ہو ۔ وہی اچھا ہے غیروں کے دلوں میں جس کا اپنا ہو

رہے جس کی زباں پر ناز خود بھی دہلی والوں کو ۔ بتاؤ ساری دلی میں کوئی بھی ایک ایسا ہو

وہی سحبانِ ہند علامۂ احمد سعیدِ نیک ۔ کہ جس کی وضعداری اپنی ماضی کا نمونہ ہو

وہ جس کی ذات سے جمعیۃ العلماء کی ہے تاریخ ۔ وہی جھنڈا جہادِ حریت کا جس نے تھاما ہو

چھپا لے اے الٰہی اس کو تو دامانِ رحمت میں ۔ مقام اس کا خدا تیرے پاک علیین اعلیٰ ہو

سرِ دل کو جھکا کر سالِ رحلت کہہ دو اے حاوی

جو ہے "جنت کی کنجی" پھر کہا "دوزخ کا کھٹکا ہو"

۱۹۵۹ع